شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوار رحمۃ اللہ علیہ

ازقلم: مولانا عدنان انور

فاضل دیوبند، حضرت اقدس شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوار ایک سو تین برس کی عمر میں وفات پا کر اس دار فانی سے دار عقبیٰ کو سدھار گئے۔ یہ اندوہناک سانحہ پیر کے روز شام چھ بجے ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ء مطابق ماہِ صفر ۱۴۳۸ھ کو پیش آیا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ماا خذ وللّٰہ ماا عطیٰ ولہ کل شیء باجل مسمیٰ۔

نام ونسب اور ولادت: آپ کا نام محمد مطلع الانوار اور آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا عبدالواحد قدس سرہ المعروف بہ ''صاحب حق'' (کوت، ضلع چارسدہ) متوفی (۱۳۶۲ھ)۔آپ کے دادا کا نام غندل خان صاحب قدس سرہ ہے جو حضرت مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپؒ کا تعلق ضلع چارسدہ گاؤں کوٹ سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً دیوبندی، مذہباً حنفی، قوماً افغانی اور قصباً باجوڑی ہیں۔

تحصیل علم کی ابتدا: مولانا مطلع الانوار رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال چھ ماہ کی عمر میں قاعدہ بغدادی شروع کیا۔ اپنی پھوپھی صاحبہ سے تاختم قرآن ناظرہ اور پنج کتاب، تحفہ نصائح، گلستاں بوستان فارسی کی کتابیں پڑھیں، بعد ازاں صرف بہائی نحو میر اور کچھ حصہ ملا جامی، رسائل منطق ہدایۃ الحکمت ومیبذی اپنے چچا مولانا فضل مولیٰ صاحب (فاضل دیوبند) سے اور باقی کتب منطق، سلم العلوم، مرزا قطبی، میرزاہد ملا جلال اور معانی میں مختصر المعانی دوسرے چچا مولانا عبدالوہاب صاحب فاضل مدرسہ عالیہ رام پور (ہندوستان) اور سابق مدرس مدرسہ رحیمیہ دہلی جو منطق وحکمت میں خاص شہرت رکھتے تھے، سے پڑھیں۔ مختصر المعانی کا باقی حصہ دیر کے علاقہ 'میدان' میں زیڑ کلے کے رہنے والے ایک عالم جو کہ قاضی صاحب کے عرف سے مشہور تھے سے پڑھی، اسی کتاب کے کچھ اوراق جندول کے قاضی صاحب سے پڑھیں یہ آپ رحمہ اللہ کا طلب علم کے لیے پہلا سفر تھا۔

تحصیل علم کے لیے دوسرا سفر: طلب علم کے لیے آپ رحمہ اللہ آپ کا دوسرا سفر اٹک کے علاقہ چھچھ میں موضع داماں' کی طرف ہوا۔ اس سفر کے دوران آپؒ نے مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے شرح ملا جامی کا کچھ حصہ اور کچھ حصہ مولانا

محمد عمر صاحب سے پڑھا، انہی سے علم عروض کی کتاب ''متن الکافی''، مع نقل تقریر کے اور کتاب 'زلیخا' فارسی پڑھیں۔

تیسرا سفر: تیسرے سفر میں آپؒ نے حضرت مولانا عبدالدیان صاحب (خلیفہ مجاز حاجی صاحب ترنگزئی) سے آپؒ نے ملاحسن اور کنزل الدقائق اول پڑھی اور انہی کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالحق صاحب سے اصول الشاشی تا بحث مشترک پڑھی۔

چوتھا سفر: ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں والد صاحب نے حضرت داداجان کی وفات کے ایک سال بعد اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب (فاضل دیوبند) کی ترغیب پر مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی طرف سفر کیا۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلے کا امتحان: آپؒ فرماتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے داخلہ امتحان میرے لیے زبان اور طریقہ امتحان سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت مشکل تھا، جن کتابوں میں امتحان دینا تھا وہ بھی مشکل تھیں۔ آپؒ سے مولانا بشیر احمد خان صاحب گھلاوٹی نے امتحان لیا تھا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ چند کتابوں کا کچھ ٹوٹی پھوٹی اردو میں امتحان دے دیا، پھر ممتحن صاحب نے فرمایا کہ فارسی جانتے ہو؟ آپؒ نے جواب دیا کہ خوب نہیں جانتا، مختصر یہ کہ اس کے باوجود امتحان میں اللہ تعالیٰ نے اچھی کامیابی عطا فرمائی، پچاس میں سے پنتالیس نمبر حاصل کیے۔

دیوبند میں سبق کا آغاز: دیوبند میں پہلے سال آپؒ نے ہدایہ اولین، مقامات حریری، نورالانوار وغیرہ پڑھیں جو کہ آپؒ نے علی الترتیب مولانا عبدالشکور صاحب دیوبندیؒ، مولانا معراج الحق صاحبؒ، مولانا اختر حسین صاحبؒ جیسے جید اساتذہ کرام سے پڑھیں اور دیگر کتب خیالی، حاشیہ شرح عقائد و مطول مولانا نور محمد صاحبؒ پنجابی سے حسامی، مولانا حبیب اللہؒ سے توضیح تلویح قاضی مبارک اور صدرا الشیخ المعقول مولانا عبدالخالقؒ سے، جلالین شریف مع فوزالکبیر مولانا عبدالحق حقانیؒ اکوڑہ خٹک سے، مشکوٰۃ شریف مع نخبۃ الفکر مولانا محمد شریف صاحب کشمیریؒ سے، تصریح شرح چغمینی سبع شداد مولانا بشیر احمد خان صاحبؒ سے، سراجی سید احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند سے، قانونچہ (طب) مولانا حکیم محمد عمر دیوبندیؒ سے، قرأۃ کی مشق مولانا قاری احمد میاں ابن مولانا اعزاز علی سے کی۔

دارالعلوم دیوبند میں دستار فضیلت: آپؒ فرماتے ہیں کہ پندرہ شعبان (۱۳۶۵ھ) بمطابق جولائی (۱۹۴۶ء) کو آخری پرچہ دے کر طلباء کرام اپنے اپنے وطن چھٹیاں گزارنے روانہ ہوئے، نہ جانے میرے دل میں کیونکر آیا کہ مجھے اس سال وطن نہیں جانا۔ دوست احباب نے بہت زور لگا کر جانے پر مجبور کیا مگر میں تھا کہ ایک بات پر ڈٹا رہا کہ یہ آخری چھٹیاں ہیں آئندہ سال میرا دورہ حدیث ہے میں یہ یہیں درالعلوم میں گزاروں گا یا ہندوستان

کی سیر و تفریح کروں گا، نہ معلوم پھر ہندوستان آنے کا موقع ملے گا یا نہیں۔ احباب نے تنگ کرنے کے لیے اپنا تمام فالتو سامان لا کے میرے کمرے میں ڈال دیا اور کمرے کو ایسا بھر دیا کہ رہنے کے قابل نہ رہا میں نے کہا یہ سب کچھ منظور ہے لیکن جاؤں گا نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے، اس لیے کہ یہی سامان اس وقت میرے کام آیا جب ہر طرف سے خرچہ ملنے کے لیے امیدیں منقطع ہو گئیں۔

قیام پاکستان: آپؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی صبح ستائیس رمضان المبارک (۱۳۶۶ھ) بمطابق ۱۴ اگست (۱۹۴۷ء) کو ایک بنگالی طالب علم نے پاکستان بننے کی خبر سنائی۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر راشد نامی مبلغ نے تصدیق کر دی کہ رات بارہ بجے پاکستان کا اعلان ہو چکا ہے۔ اعلان ہونے کے بعد ہندو فوج نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی، ہر طرف مسلمان کٹتے اور شہید ہوتے رہے بلکہ مسلمانوں کے پورے پورے گاؤں ہندو فوج کے ہاتھوں صفحۂ ہستی سے مٹائے جاتے تھے۔ قلم کی زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے واپسی: دورہ حدیث شریف بہت اطمینان تسلی اور لگن سے پڑھا بلکہ گذشتہ برسوں کی بہ نسبت بہت خوب رہا، وجہ یہ تھی کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ملک تقسیم ہونے کی وجہ سے ایک گونہ سیاست سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ فسادات کے سبب ہی سے دیوبند میں مقیم رہے، ورنہ پہلے سیاسی دورے ہوتے تھے۔ باغیانہ تقریر کے بعد انگریز انہیں گرفتار کر لیتے، تو پھر مولانا فخر الدین صاحبؒ تشریف لاتے اور حضرت مدنیؒ کی کتابیں پڑھاتے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد ہندوستان میں فسادات کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند میں ہی بند رہا، اسی دوران کچھ کتابیں جو نہیں پڑھی تھیں وہ بھی پڑھ لیں، بہرحال دو سال تک آپؒ ہندوستان میں بند رہے۔ اپریل (۱۹۴۹ء) میں آپؒ کے خوشنویسی کے استاد جو دیوبند ہی کے رہنے والے تھے، نے آپؒ کو خبر دی کہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ لے جانے کے لیے تین ٹرک آئے ہیں، اسی کتب خانہ کے ساتھ آپؒ جالندھر سرحدی شہر جہاں پر پاکستان کیمپ تھا داہاں پہنچے اور مہاجروں میں نام درج کرا کے آپؒ کو کھانے کا سامان وغیرہ ملا، یہاں سے آپ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لیے گئے، وہاں پر آپؒ نے اپنے ایک استاذ کی کتاب اور بستر وغیرہ مولانا لاہوریؒ کے حوالہ کیے، اس کے بعد آپؒ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد تشریف لے گئے، وہاں پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ہفتہ گزارنے کے بعد پشاور تشریف لائے۔ جب آپؒ گاؤں پہنچے تو لوگوں نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا کیونکہ دو سال سے آپؒ کے زندہ یا مردہ ہونے کی اطلاع نہیں ملی تھی۔

تدریسی زندگی: آپؒ نے طالب علمی کے زمانے میں دارالعلوم دیو بند میں مطول اور جلالین شریف کے آخری دو پارے اور علامہ زمخشریؒ کی تفسیر کشاف کی سورۃ ال عمران بعض طلبا کو پڑھائی۔ دیو بند سے واپسی کے بعد چونکہ اس وقت مدارس کا نظام نہیں تھا اس لیے اپنی مسجد میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مختصر المعانی تک کتابیں پڑھائیں، اس کے بعد ڈھائی سال آپؒ نے بیماری میں گزارے اور ڈاکٹر کے مشورہ پر تبدیلی آب وہوا کے لیے پارہ چنار تشریف لیے گئے۔ وہاں پر پانچ سال تجارت میں گزارے اس کے بعد واپس اپنے گاؤں تشریف لائے اور دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں ۳۵ روپے ماہوار تنخواہ پر استاذ مقرر ہوئے۔ یہاں پر آپؒ ۱۸ سال تک تدریسی خدمات کا انجام دیتے رہے، میزان الصرف سے لے کر مسلم شریف اور طحاوی شریف تک کتابیں زیر درس رہیں، اسی دوران آپؒ نے ایک سال اوکاڑہ پنجاب میں مدرسہ حنفیہ انوریہ ریلوے پُل میں بھی گزارا۔ اس کے بعد آپؒ نے دوآبہ میں دارالعلوم احناف میزو شبقدر میں درس شروع کیا۔ وہاں پر آپؒ کے ساتھ آپ کے پھوپھی زاد مولانا عنایت اللہ صاحب دیو بندی بھی درس دیتے رہے۔ آپ دونوں نے مل کر یہاں دورہ صغریٰ و کبریٰ پڑھائے اور اس کے ساتھ فنون بھی پڑھاتے رہے۔ اسی دارالعلوم کے اراکین نے آپؒ سے دورہ کی سند آپ سے لکھوائی۔ اس کے بعد آپؒ علاقہ داؤدزئی پشاور میں دارالعلوم ہدایت الاسلام تخت آباد اول میں درس شروع کیا۔ اور دس سال تک یہاں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں، پھر آپؒ مردان تشریف لیے گئے اور وہاں پر دارالعلوم انوار محمدیہ شہیداں بازار ضلع مردان میں (۱۹۹۲) میں درس شروع کیا اور گیارہ سال تک اکیلے دورہ صغریٰ پڑھاتے رہے۔ یہاں پر گیارہ سال گزارنے کے بعد دوبارہ تخت آباد اول پشاور تشریف لائے اور ۲۰۰۲ء سے تادمِ مرگ یعنی ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ء تک یہیں درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔

وفات: آپؒ عمر کے آخری حصہ میں دارالعلوم ہدایت السلام تخت آباد اول پشاور میں بخاری شریف اور ترمذی جلد اول اور مشکوٰۃ جلد اول پڑھاتے تھے۔ درس وتدریس کے دوران ہی آپؒ کی طبیعت خراب ہوگئی اور بخار اور سانس کی تکلیف پیدا ہوئی، صرف دو دن بیماری میں گزارے اور یہی دو دن آپؒ نے درس کا ناغہ کیا۔ ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ء بروز پیر بوقت عصر آپؒ کی طبیعت زیادہ بگڑ جانے کی وجہ سے ہسپتال روانہ کیے گئے لیکن راستے میں ہی اس دار فانی کو خیر باد کہتے ہوئے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ آپؒ نے تقریباً ۲۳ سال اسی مدرسہ میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ آپؒ کا نماز جنازہ ۲۲ نومبر ۲۰۱۶ء بوقت ۲ بجے دوپہر چارسدہ شوگر ملز کی جامع مسجد کے وسیع میدان میں ادا کیا گیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں علمائے کرام سے محبت رکھنے والے مسلمانوں نے شرکت کی اور بعدازاں اپنے آبائی قبرستان موضع کوٹ ضلع چارسدہ میں دفن کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!